© rasailojaraid.com

گوشہ فقہاء

الامام الطحاوی

بین عُسرٍ ویُسرَین

حضرت مولانا سید محمد قطب الدین حسینی صابریؒ (انڈیا)

(قسط پنجم)

افسوس کہ یکا یک عباسی حکومت میں ایک سیاسی فتنہ کھڑا ہوا، جس کی داستان طویل ہے۔ مگر اس کا خلاصہ یہ ہے کہ عباسی حکومت کا خلیفہ اب معتمد تھا اور اپنے بھائی موفق کو اس نے ولیعہد باضابطہ تسلیم کرلیا تھا لیکن موفق پر حرص کا غلبہ ہوا اور معتمد کی زندگی ہی میں وہ تخت خلافت پر قبضہ کی کوشش کرنے لگا۔ معتمد نے تمام امراء دولت سے اس سلسلہ میں امداد طلب کی۔ مصر کا حاکم احمد بن طولون جو قاضی بکار اور ان کے علم وفضل کا سب سے بڑا قدر شناس تھا، معتمد کی امداد کو کھڑا ہوگیا، موفق اس بنیاد پر ابن طولون سے بگڑ گیا۔ معتمد کو موفق شاہ شطرنج بنا چکا تھا۔ حکومت کے وسائل پر اس کا قبضہ تھا۔ اس نے ابن طولون کی معزولی کا فرمان بھیج دیا اور ممالک محروسہ میں اس پر لعنت کرنے کا حکم دیا۔ ابن طولون کے غصہ کی کوئی حد نہ رہی، فوج لے کر مصر سے بغداد کی طرف چل پڑا۔ قاضی بکار بھی ساتھ تھے۔ دمشق میں ابن طولون کو معتمد کا فرمان ملا کہ موفق کو ولی عہدی سے ہم نے معزول کردیا۔ اسی وقت ابن طولون نے تمام امراء واعیان قضاۃ ومشائخ جو وہاں موجود تھے سب کو خلیفہ کے حکم کی تعمیل کرنے کے لئے کہا۔ کہا جاتا ہے کہ سبھوں نے تعمیل کی لیکن قاضی بکار نے خلیفہ کو ''الناکث،، عہد شکن قرار دیا۔ یہ خبر ابن طولون کو پہونچی، قاضی کی طلبی ہوئی، امتحاناً اس نے موفق پر لعنت کرنے کا قاضی سے مطالبہ کیا۔ انھوں نے انکار کردیا۔ دونوں میں تو تو میں میں ہوئی، تا این کہ ابن طولون غصہ سے بھوت ہوگیا اور قاضی بکار کا سارا وقار اس کے دل سے نکل گیا۔ پھر ابن طولون نے قاضی بکار کے ساتھ جو ناگفتہ بہ سلوک کئے، اس کے ذکر سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔

☆ لا تشدد علی نفسک فی العبادۃ، والزم السنۃ، واقتصد فی الطاعۃ، واسلک الوسط، وایاک والغلو. ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہا جاتا ہے کہ قاضی بکار کے بدن سے کپڑے پھڑوا کر اس نے اتروا لئے ،صرف پائجامہ اور موزہ کے ساتھ قاضی صاحب ننگے بدن زمین پر لٹائے گئے اور ان کی دونوں ٹانگوں کو لمبی کرا کے آہنی عصا سے ابن طولون نے مسلسل مارنے کا حکم دیا ،ایک آدمی ان کی ٹانگیں پکڑے ہوئے تھا اور مسلسل مار پڑ رہی تھی ،قاضی بکار پاؤں سمیٹ بھی نہیں سکتے تھے ،بیان کیا جاتا ہے کہ اس حال میں بھی اس بلند فطرت قاضی کی منہ سے ''اوہ،، سے زیادہ کوئی آواز نہیں نکلتی تھی اور اس عریاں حال میں ان کو جیل خانہ پہونچا دیا گیا۔ جہاں وہ آخر عمر تک رہے۔ابن طولون کی وفات کے چالیس دن بعد قاضی صاحب کا بھی انتقال ہو گیا۔

ظاہر ہے کہ اس انقلاب نے

شد آن مرغ کو خایہ زرین نہاد　　　زمانہ دیگر گوں آئین نہاد

نہ وہ ولایت قضاء رہی ،نہ قاضی بکار کے سکریٹری اور کاتبین ،سب الگ الگ ہو گئے۔خود طحاوی کا بیان ہے کہ قاضی کے ایک ایک ملنے والے الگ ہو گئے ،بلکہ ابن طولون کے اس اعلان پر کہ قاضی بکار پر جس کا جو کچھ مطالبہ ہو ،پیش کرے۔طحاوی کہتے ہیں کہ دنیا جھوٹے دعوے لے کر ٹوٹ پڑی۔اپنی آنکھ دیکھی عبرت کا ایک واقعہ طحاوی ہی نے نقل کیا ہے کہ ایک نوعمر لڑ کا عامر نامی جسے قاضی صاحب نے پالا تھا ،وہ بھی مدعیوں میں شریک ہو کر ابن طولون کے سامنے حاضر ہوا۔قاضی صاحب کو ابن طولون جواب کے لئے دربار میں بلاتا تھا اور اپنے سامنے کھڑے کر کے جواب پوچھتا تھا ،قاضی کی نظر جب اس پروردہ لڑکے پر پڑی تو بے اختیار ہو گئے۔بولے عامر تم یہاں کیسے ،عامر نے کہا ،تو نے مال برباد کیا اور آج پوچھتا ہے ،یہاں کیسے۔طحاوی کا بیان ہے کہ قاضی کی زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکل پڑے ''اگر تو جھوٹ بولتا ہے تو خدا تیری عقل سے تجھے نفع نہ پہونچائے ،،خود امام طحاوی نے اس کے بعد دیکھا کہ وہ لڑکا مصر کی گلیوں میں دیوانہ وار مارا پھرتا ہے۔لوگوں پر ڈھیلے پتھر چلاتا ہے ،منہ سے ہمیشہ لعاب بہتا رہتا تھا ،جدھر نکل جاتا ،لوگ پکار اٹھتے ''هذه دعوة بكار ،، یہ قاضی بکار کی بددعا ہے۔امام طحاوی نے بھی لکھا ہے کہ

ماتعرض له احد فافلح　جو کوئی بھی ان کے خلاف گیا کامیاب نہیں ہوا۔

امام طحاوی کے یہ سارے بیانات بھی اس کی تائید کرتے ہیں کہ قاضی بکار سے ان کا خاص تعلق تھا ،اپنے سرپرست ومحسن کے اس حال کو دیکھ کر ان کا دل روتا تھا اور خدا کی شان دیکھئے کہ بلندی کے بعد طحاوی کو یہ

☆ اخلص توحیدک لربک ،لینشرح صدرک ،فبقدر صفاء توحیدک ونقاء اخلاصک تکون سعادتک۔ ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پستی اپنے ماموں المزنی کی زندگی میں دیکھنی پڑی، کیونکہ قاضی بکار کے ابتلاء کے سات سال بعد المزنی نے وفات پائی۔

وتلک الایام نداولھا بین الناس اوران دنوں کو ہم لوگوں کے درمیان گھماتے ہیں

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس عرصہ میں علامہ طحاوی نے جو کچھ کمایا کجایا تھا سب ختم ہوگیا، یا ہوسکتا ہے کہ ایں ھم بچہ شتراست کے قاعدہ سے ان پر بھی مصیبت آئی ہو۔ اور جو کچھ اثاثہ تھا ابن طولون نے چھین لیا ہو کیونکہ اس فتنہ کے بعد مورخین طحاوی کا حال جو بیان کرتے ہیں، اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ پھر انتہائی فقر وتنگ دستی کے شکار ہوئے، اوران کی وہی ''صعلوکیت،، پھر واپس ہوگئی اور مصیبت بالائے مصیبت یہ ہوئی کہ جب تک اب طولون جیتا رہا، قاضی بکار کی نیابت۲ میں قضاء کا کام محمد بن شاذان جوہری سے لیتا رہا، لیکن جیسا کہ عرض کرچکا ہوں کہ ابن طولون کا قاضی بکار سے چالیس دن پہلے انتقال ہوچکا تھا اور ابن طولون کے پاس اس کا بیٹا ابوالجیش خمارویہ گو اس کے بعد مصر کا والی ہوا، لیکن ایسے سیاسی حالات پیش آئے کہ ایک مدت تک کسی قاضی کا تقرر ہی مصر کے عہدہ قضاء پر نہ ہوسکا، ابن زولاق کا بیان ہے کہ

کان بین موت بکار وولائتہ فترۃ بقیت فیھا مصر بغیر قاض سبع سنین (ملحقات کندی ص ۵۱۵)

بکار کی وفات اور (ابوالجیش کے والی مصر ہونے کے درمیان ایک طویل وقفہ گذرا جس میں 'مصر، سات سال بغیر قاضی کے رہا۔

اور میرے خیال میں بھی جو چیز طحاوی کی پریشانی کا باعث ہوئی جب تک ابن طولون زندہ رہا ظاہر ہے کہ اس وقت تک ان کو حکومت میں کیا عہدہ مل سکتا تھا، بلکہ زیادہ قرینہ یہی ہے کہ گیہوں کے ساتھ گھن کو بھی پسنا پڑا ہوگا اور جب ابن طولون مرگیا تو سات سال تک کوئی قاضی ہی مقرر نہ ہوسکا۔ طحاوی نے جو علم سیکھا تھا معاشی حیثیت سے وہ اگر نفع بخش ہوسکتا تھا تو قضاء ہی کے محکمہ میں، اوران کو دنیا کا کوئی پیشہ ہی کون سا آتا تھا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان دنوں میں امام طحاوی کو سخت مالی پریشانیاں اٹھانی پڑیں۔ اس لئے عموماً اس زمانہ کی تنگ دستیوں کا حال مورخین خلاف دستور اپنی کتابوں میں بیان کرتے ہیں۔

لیکن خدا خدا کرکے ''عسر،، کے یہ دن پورے ہوئے اور سات سال بعد جب خمارویہ بن طولون نے

☆ کن شجاعاً،قوی القلب،ثابت النفس،لدیک ھمۃ دعزیمۃ،ولاتغرک الزوابع والاراجیف.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قاضی محمد بن عبدہ بن حرب کا تقرر کیا تو خدا نے امام طحاوی کے دن پھرائے، محمد بن عبدہ امام ابوحنیفہ ہی کے مکتب خیال کے اسلامی قانون کے سلسلہ میں پیرو تھے اور یوں بھی امام طحاوی جن کو گویا قاضی بکار نے خاص قضاء کی سکریٹری شپ کے لئے تیار کیا تھا، ان سے بہتر آدمی محمد بن عبدہ کو کون ملتا، ابن خلکان کا بیان ہے۔ فاستكتبه ابو عبدالله محمد بن عبده القاضي (ص ۱۹) قاضی ابوعبیداللہ محمد بن عبدہ نے ان کو سکریٹری بنالیا

یہ ہی نہیں کہ ''عمر،، کے بعد ''طحاوی،، کو صرف ایک ملازمت ہی کی راہ سے ''یسر،، حاصل ہوا بلکہ محمد بن عبدہ چونکہ ان لوگوں میں تھے، جن کی سخاوت وجود کی داستان اب تک مورخین مزے لے لے کر بیان کرتے ہیں، ان کی ''فقہ،، اور ''حدیث،، کے حلقوں میں جو آ کر شرکت کرتے تھے سب کو تو قاضی کھانا کھلاتے ہی تھے، لیکن اس کے سوا ہر عید میں فسطاط (عاصمہ مصر) جیسے عذار شہر کے قاضی صاحب کی طرف سے اتنی بڑی دعوت ہوتی تھی کہ:

فلا يتاخر عنه احد من وجوه البلد من فقيه ومتفقه وشاهد وصاحب حديث ووجوه الكتاب والقراء والتجار ص ۵۱۶

شہر کے بڑے لوگوں میں سے جیسے فقیہ، عالم، شاہد فقہ سیکھنے والا نامور انشاء پرداز قراء اور تجار میں سے کوئی بھی چھوٹتا نہیں تھا۔

جود وسخا کا یہ حال ثروت ودولت کی یہ کیفیت کے علاوہ خدم وحشم کے کہا جاتا ہے کہ مابین خصی وفحل، ان کے پاس سو سو غلام تھے، صرف مصر میں۔

بنى دار اعظمية كان يدعى انه صرف عليها مائة الف دينار

ایک بڑا گھر بنایا اور کہتا تھا کہ اس نے اس پر ایک لاکھ دینار خرچ کیے ہیں۔

حافظ بن حجر وغیرہ کے حوالہ سے اس مکان کے مصارف کا ایک اور حساب کتابوں میں درج ہے، اس کے لحاظ سے تو لوگوں کا تخمینہ ہے کہ

فيكون مصروفها ضعف ماذكر (ملحقات ص ۵۱۶)

اس پر جو خرچ کیا گیا وہ اس کا ڈبل ہے جس کا ذکر کیا گیا ہے۔

☆ علیک بالجود من صدر الجواد منشرح وباله واسع والبخیل ضیق الصدر مظلم القلب مکدر الخاطر. ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور یوں تو محمد بن عبدہ نے پہلے امام طحاوی کو ان کی قابلیت کی بنیاد پر نوکر رکھا تھا۔لیکن جوں جوں دونوں میں تعلقات وسیع ہوئے اور قاضی پر امام کے جوہر کھلنے لگے، پھر تو وہ ان کا عاشق زار ہو گیا۔ ہر طریقہ سے قاضی کی یہی کوشش ہوتی تھی کہ اس پریشان معاشی عالم کی جہاں تک امداد ممکن ہو اس میں کمی نہ آنی چاہئے اس لئے تنخواہ وغیرہ کی راہ سے جو کچھ دلاتے تھے وہ تو بجائے خود تھا، یوں بھی جو موقعہ ہاتھ آیا نفع پہونچانے میں کمی نہیں کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ابن طولون کے بیٹے خمارویہ والی مصر کے گھر میں کسی کا عقد تھا، قاضی محمد بن عبدہ بھی اپنے سکریٹری ابوجعفر طحاوی کے ساتھ اس محفل میں شریک تھے بلکہ عقد خوانی کا کام طحاوی ہی کے ذریعہ انجام دلایا، نکاح کے رسوم جب ختم ہو گئے تو اندر سے خادم سر پر صینیۃ (سینی) لئے ہوئے سامنے آیا۔ سینی میں ۱۰۰ اطلائی دینار اور عطر کی شیشیاں تھیں، آ کر آواز دی ''کم القاضی،، یعنی قاضی کی آستین بھرنے کے لئے بھیجا گیا۔ قاضی محمد بن عبدہ نے آواز دی ''کم ابی جعفر،، یعنی میری آستین نہیں ابوجعفر طحاوی کی آستین بھری جائے، خیر یہ تو اپنا حصہ تھا جو قاضی صاحب نے ابوجعفر کو ھبہ کیا، اس کے بعد اور دس سینیاں وہی سو سو اشرفیاں اور عطر کی شیشیوں کی، محکمہ قضاء کے ''شھود،، کے لئے آئیں، قاضی صاحب کو اختیار تھا کہ اس میں سے جسے چاہیں عطا کریں، راوی کا بیان ہے کہ ہر سینی کی پیش ہونے پر ''کم ابن جعفر،، ہی کی ندا قاضی صاحب کی طرف سے آتی رہی اور امام طحاوی ہی کی آستین بھرتی رہی۔ آخر میں خود امام طحاوی کے نام کی سینی بھی آئی، وہ تو کم ابی جعفر کی تھی ہی، نتیجہ یہ ہوا کہ فانصرف یومئذ بالف دینار ومائتی دینار سوی الطیب (ملحقات کندی ص ۵۱)

اس دن وہ عطریات کے علاوہ بارہ سو (ایک ہزار دو سو) دینار لے کر واپس ہوئے۔

غالباً قاضی محمد بن عبدہ کے بھی دینے دلانے، بخشش وعطا کے واقعات ہیں کہ جس کو ابن خلکان حافظ ابن حجر، سبھوں نے ان الفاظ میں ذکر کیا ہے۔

واستکتب ابن عبدہ اباجعفر الطحاوی واغناہ (ص ۵۱۶)

ابن عبدہ نے ابوجعفر طحاوی کو سکریٹری بنایا اور ان کو غنی کر دیا۔

گویا ایک ''عسر،، کے ساتھ دو ''یسر،، ہیں۔ اس آیت کی عملی تفسیر امام طحاوی اپنی زندگی میں پا رہے تھے۔

اور خود قاضی ہی نہیں بلکہ خمارویہ ابن طولون کا بیٹا جو اب ارض فرعون کا وارث و مالک تھا، وہ بھی امام طحاوی

☆ابسط وجھک للناس تکسب ودھم، والن لھم الکلام محبوک، وتواضع لھم یجلوک.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پر کم مہربان نہ تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی مہربانی کے حاصل کرنے میں امام طحاوی کی ایک حکمت عملی کو بھی دخل تھا۔ قصہ یہ ہے کہ کسی مقدمہ میں خمارویہ کی طرف سے محکمہ قضاء میں چند لوگوں کی گواہیاں گزرنے والی تھیں، جن میں منجملہ اور گواہوں کے امام ابوجعفر طحاوی بھی تھے اور بیچارے گواہ سیدھے سادھے تھے، شہادت نامہ پر دستخط کرتے ہوئے سبھوں نے یہ عبارت جو مروج تھی درج کی:

اشهد نی الامیر ابوالجیش خمارویه بن احمد بن طولون مولی امیر المومنین علی نفسه ...... لیکن جب امام طحاوی دستخط فرمانے لگے تو بجائے اس کے یہ لکھا کہ

شهدت علی اقرار الامیر ابی الجیش بن احمد بن طولون مولی ـبر المومنین اطال الله بقاء ہ و ادام عزه و اعلاه

دستخط کی اس عبارت پر جب خمارویہ کی نظر پڑی تو چونکا اور قاضی محمد بن عبدہ سے پوچھا "د ـ ہـذا"، (یہ کون ہیں) قاضی نے کہا کاتبی (میرا سکریٹری ہے) خمارویہ نے اس زمانے کے دستور کے حساب سے کہ عموماً لوگ کنیت ہی سے مشہور ہوتے تھے۔ پوچھا ابومن (کن کے باپ) یعنی ان کی کنیت کیا ہے۔ قاضی نے کہا کہ ابوجعفر، یہ سن کر امام طحاوی کی طرف رخ کرکے خمارویہ نے کہا

و انت یاابا جعفر فاطال الله بقاء ک و ادام عزک و اعلاک (ملحقات)

اے ابوجعفر یہ تم ہو۔ اللہ تمہاری حیات دراز کرے اور ہمیشہ عزت سے تم کو سرفراز کرے اور تمہارا اقبال بلند رکھے۔

اور یہ ترکیب جہاں تک میرا خیال ہے، امام نے خمارویہ کی نفسیت کا اندازہ کرکے لکھا تھا۔ اس کی حالت یہ تھی کہ محمد بن عبدہ کے بعد ابوزرعہ نامی قاضیؒ جو قاضیٔ مصر ہوئے، مؤرخین نے لکھا ہے کہ جب مصر وہ تلاش روزگار میں پہونچے تو بجائے کسی دوسری جگہ کے سیدھے وہ ابن طولون یعنی خمارویہ والی مصر کے والد کے مقبرہ میں پہونچے اور بیکی ویقرءروتے تھے اور قرآن مجید پڑھتے تھے۔

یہ خبر لوگوں نے خمارویہ تک پہونچائی کہ ایک عالم باہر سے آیا ہوا ہے اور اس حال میں ہے۔ باپ کے ساتھ کسی عالم کی یہ عقیدت خمارویہ کو پسند آئی۔ باریابی کا حکم دیا، ابوزرعہ اپنے ساتھ ایک روٹی بھی لے گئے تھے اور خمارویہ کو یہ کہتے ہوئے روٹی کا تحفہ پیش کیا کہ

☆ادفع بالتی ھی احسن وترفق بالناس واطفی، العداوات وسالم اعداءک وکثر اصدقاءک.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ختمت عليه عشر ختمات وختمت عليه عشرة آلاف "قل هو الله احد،،

اس پر میں دس ختم کیا ہوں اور اس پر دس ہزار مرتبہ قل ھو اللہ (سورۃ اخلاص) ختم کیا ہوں۔ بیچارہ خمارویہ خوش عقیدہ آدمی تھا۔ فقبله منه وتبرك به .....تو وہ اس کو قبول کیا اور اس سے برکت حاصل کی۔ اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ خمارویہ کی طبیعت کا کیا انداز تھا۔ امام طحاوی نے اس دن "اطال الله بقاء ہ،، "وادام عزه واعلاه ،، کے دعائی فقرہ بڑھا کر خمارویہ پر اچھا اثر قائم کرلیا۔ پھر کیا تھا قاضی شہر کی وہ عنایتیں اور والی ملک کی یہ مہربانیاں اس کے بعد جو کچھ بھی امام طحاوی کے غناوفراغ بالی کے متعلق کہا جائے، کہا جاسکتا ہے۔ خصوصاً جب ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ ایک مدت تک خمارویہ قاضی محمد بن عبدہ کا انتہائی عقیدت مند تھا، انھوں نے ایک دفعہ ایک بڑی شدید فوجی شورش کو اپنی تدبیر اور بہادری سے دبادیا تھا۔ جس میں خمارویہ کو اپنی جان تک کا خطرہ تھا۔ فوج خلاف ہوگئی تھی۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ قاضی خود فوج میں پہونچ گئے، ایک تو ان کے علم وفن کا لوگوں پر یوں ہی اثر کیا کم تھا، لیکن تقریر کرتے ہوئے جوش میں قاضی کی زبان سے یہ الفاظ نکل پڑے کہ انا اشد السيف والمنطقه فاحمل عن الامير ....

تو فوج پر سناٹا چھا گیا اور پھر کسی میں مجال دم زدن نہ رہی۔ فشكر له الامير ذالك ...... امیر قاضی کا بہت ممنون ہوا۔

اس واقعہ کے بعد محمد بن عبدہ کا رسوخ حکومت میں اتنا بڑھ گیا کہ گویا وہی مصر کے والی تھے اور اس کی وجہ سے ان کے دنیاوی مشاغل بظاہر اتنے بڑھ گئے کہ قضاء کے معاملات میں مسئلہ مسائل اور قانونی دفعات کے متعلق بجائے خود غور وفکر، مطالعہ وتجسس کرنے کے ان کو بالکل طحاوی کے سپرد کر دیا۔ لوگوں کا بیان ہے کہ مجلس قضاء میں جس وقت قاضی صاحب فیصلہ کے لئے بیٹھتے اور بازو میں امام طحاوی بحیثیت سکریٹری کے بیٹھتے مقدمہ پیش ہوتا۔ قاضی صاحب تو خاموش رہتے اور ان کی طرف سے منسوب کرتے ہوئے امام طحاوی یوں فیصلے صادر کرتے۔ من مذهب القاضي ايده الله كذا ومن مذهب القاضي كذا......

یعنی اس مقدمہ میں قاضی صاحب (ایدہ اللہ) کا یہ خیال ہے، قاضی صاحب کا وہ خیال ہے۔ حافظ ابن حجر وغیرہ کے حوالہ سے ملحقات کندی میں منقول ہے کہ امام طحاوی کا یہ طرز عمل اس لئے تھا کہ...... حاملا عنه المؤونة وملقناله......قاضی کا بار اپنے اوپر لیتے تھے اور مسائل ان کو بتاتے تھے۔

☆من اعظم ابواب السعادة دعاء الوالدين، فاغتنمه ببرهما، ليكون لك دعاؤهم حصنا حصينا من كل مكروه.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آفیسر اور عہدہ داروں کو جو اپنے کسی ماتحت پر اتنا اعتماد ہو جاتا ہے تو عموماً ایسے موقع پر اگر ماتحت سے کچھ ''خود بینی،، اور اپنی قابلیت پر کچھ ناز کے آثار کا ظہور ہو تو اس میں تعجب نہ ہونا چاہیے۔ کہتے ہیں کہ ''مذهب القاضي ايده الله ،، فاكثر من ذالک فاحس القاضي منه بعض تبيه یہ بات زیادہ ہوگئی تو قاضی صاحب نے ان سے............... محسوس کی۔؟

باوجود اس قدر ماننے اور چاہنے کے قاضی صاحب کی علمی فضیلت ورفعت پر اس سے چوٹ پڑی، خدا جانے واقعہ تھا بھی یا نہیں، لیکن قاضی کو بھی محسوس ہوا، محسوس ہوتا تھا کہ چہرہ بدل گیا اور طحاوی کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔

ما هذا الذی انت فيه والله لو ارسلت بقصيبة فنصب فی حارتک لترين الناس يقولون هذا قصبة القاضي ....

یہ تم کس خیال میں ہو۔ خدا کی قسم اگر میں ایک بانس کی لکڑی بھیجوں اور تمہارے محلے میں گاڑ دی جائے تو تم لوگوں کو یہ کہتے ہوئے دیکھو گے یہ قاضی کی بانس کی لکڑی ہے۔

مطلب یہ تھا کہ تمہیں اپنے متعلق غلط فہمی میں مبتلا نہ ہونا چاہیے۔ تم تو خیر آدمی ہو، عالم ہو، اگر میں تمہارے محلّہ میں کسی بانس کو بھی جا کر گاڑ دوں تو ساری دنیا اس وقت سے اس کو قاضی کا بانس، قاضی کا بانس کہنے لگے گی۔ اس کی شہرت وعظمت قائم ہو جائے گی۔ آپ کی سربلندی عزت ووجاہت میری وجہ سے ہے نہ کہ اس علم وفضل کا نتیجہ ہے جس پر کچھ آپ اترانے لگے ہیں۔ آخر اسی علم وفضل کے ساتھ اس شہر میں تم پہلے بھی تو تھے، پھر دنیا کا تمہارے ساتھ کیا سلوک تھا، آخر میں بوڑھے قاضی نے امام طحاوی کو سمجھاتے ہوئے نرم لہجہ میں کہا...... فاحذر يا ابا جعفر (ملحقات ص ۵۱۶)...... ذرا بچتے رہنا میاں ابوجعفر ...... آپ چپ ہو گئے، ورنہ سچ تو یہ ہے کہ قاضی محمد بن عبدہ یوں اپنے جود وکرم میں کچھ ہی ہوں، مگر علمی لحاظ سے ان کو امام طحاوی سے کوئی نسبت نہ تھی۔ اگر چہ وہ اپنے کو بڑے بڑے محدثین حتی کہ علی بن مدینی جیسے ائمہ حدیث کا شاگرد بتاتے تھے۔ لیکن اس زمانہ میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جانباز خداموں کی جو مخلص جماعت اس قسم کے لوگوں کی ٹوہ میں لگی رہتی تھی۔ اس میں اسی زمانہ میں ان کا سارا چٹھا کھول کر رکھ دیا تھا۔ رجال کی مشہور کتاب ''الکامل،، کے مصنف علامہ ابن عدی نے تو خود اپنا تجربہ ان کے

☆اقبل الناس علی ماهم عليه، وسامح مايبدر منهم ،واعلم ان هذه هي سنة الله في الناس والحياة.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

متعلق بیان کیا ہے کہ اس شخص سے میں نے موصل اور بغداد میں حدیثیں سنی تھیں۔اس زمانہ میں دعوی کردیا کہ بکر بن عیسی محدث کے بھی وہ براہ راست شاگرد ہیں،ابن عدی کہتے ہیں کہ میرے سامنے اس شخص نے یہ دعوی کیا حالانکہ میں جانتا تھا کہ بکر کی وفات اس شخص کی پیدائش سے تین سال پہلے ہوچکی تھی۔

ابن عدی ہی کا یہ بیان ہے کہ حدیث کی جو کتابیں اس شخص کے پاس تھیں میں نے ان کو بھی دیکھا تھا۔

كانت كتبه اللتي يتحدث بها محكوكة الظهر

جن کتابوں سے یہ (احادیث) بیان کرتے تھے پشت سے (رواۃ کے نام) چھیل دیئے گئے تھے۔

کتاب کی ''پشت،، سے ان لوگوں کا نام چھیل دیتے تھے،جن کی وہ اصل روایت ہوتی تھی بڑی دلیل ''سرقہ،، کی ان کے یہ تھی کہ: حدث باحاديث انفردبها الحفاظ الاجلاء يعني فسرقها منهم (ص ۵۱۵ ملحقات ۱۱۶ رفع الاصر)

ان احادیث کو بیان کرتے تھے جن میں حفاظ حدیث کو تفرد ہے یعنی ان سے سرقہ کرکے بیان کرتے تھے۔

بہر حال وہی بات کہ:

آن که شیران راکند روبه مزاج احتیاج است احتیاج است احتیاج

جاھل افسروں کی ماتحتی میں تقدیر جب کسی علم وفضل والی ہستیوں کو کام کرنے پر مجبور کرتی ہے تو خون گھونٹنے پر آدمی کو مجبور ہونا ہی پڑتا ہے مگر باوجود اس کے قدرت کو جو کچھ منظور ہوتا ہے،وہ ہوکر ہی رہتا ہے۔محمد بن عبدہ قاضی کے زمانہ تک امام طحاوی کی بڑے آرام سے گذری۔تقریباً یہ چھ سال کی مدت تھی کہ اچانک پھر ارض فرعون میں بھونچال ہوگیا۔خمارویہ احمد بن طولون کا بیٹا جو قاضی محمد بن عبدہ اور ان کے سکریٹری کا قدر شناس تھا،اپنے غلاموں کے ہاتھوں سے دمشق میں مارا گیا۔دمشق سے لاش مصر آئی۔ قاضی محمد بن عبدہ کو بہت رنج پہونچا۔خمارویہ کے جنازہ کی نماز قاضی ہی نے پڑھی۔لوگوں نے خمارویہ کے بیٹے جیش نامی کو امیر منتخب کیا اور قاضی بھی قاضی محمد بن عبدہ ہی رہے۔لیکن یہ حالت کل نو مہینہ دس دن تک باقی رہی۔جیش کو بھی اس کے غلاموں نے قتل کیا اور اس کے بھائی ہارون بن خمارویہ کے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت کی۔قاضی محمد بن عبدہ بھی حال دیکھنے کے لئے باہر نکلے۔ہارون کا نائب السلطنت ایک شخص محمد بن ابا تھا۔اس نے جیش کے زمانہ کے لوگوں کو مجرم قرار دیا۔قاضی محمد بن عبدہ تو گھر کا دروازہ

☆لاتعش في المثاليات،بل عش واقعك،فانت تريد من الناس مالاتستطيعه،فكن عادلا.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بند کر کے گوشہ گیر ہو گئے۔ باہر نکلنا بالکلیہ ترک کر دیا۔ بڑے آدمی تھے، ان کی کنارہ کشی ہی غنیمت شمار کی گئی لیکن جن ماتحتوں پر مصیبت آئی انہی میں ہمارے امام طحاوی بھی تھے۔ مورخین لکھتے ہیں کہ محمد بن ابانے قاضی محمد بن عبدہ کے ساتھیوں کے ساتھ ضیق علیهم واعتقل الطحاوی وطالبه بحساب الاوقاف (ملحقات کندی ص ۵۱۷)

ترجمہ: اس نے ان پر دائرہ تنگ کر دیا اور طحاوی کو گرفتار کیا اور ان سے اوقاف کے حسابات کا مطالبہ کیا۔

افسوس کہ امام طحاوی کی زندگی کا یہ ایسا اہم واقعہ ہے لیکن عام تاریخوں میں اس کا ذکر ہی نہیں۔ ضمنی طور پر یہ دو لفظ تلاش کے سلسلہ میں مجھے مل گئے۔ لیکن یہ سوال کہ علم کا یہ یوسف زندان مصر میں کتنے دن رہا اور اس پر کیا کیا گذری، اس کا کچھ پتہ نہیں۔ حتیٰ کہ یہ بھی معلوم نہیں کہ قید کی مدت کیا تھی، بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ "اوقاف"، جن کے حساب وکتاب کی صفائی کا ان سے مطالبہ کیا گیا تھا، صفائی پیش کر دی گئی اور ان کو جیل سے نجات ملی کیونکہ ہارون ابن خمارویہ کی پوری مدت حکومت جو تقریبا آٹھ سال کے قریب ہے، اگر وہ جیل میں رہ جاتے تو یقیناً اس کا ذکر ذرا تفصیل سے مورخین کرتے۔ معلوم یہی ہوتا ہے کہ اعتقال کی مدت تھوڑی تھی اس لئے عام طور پر اس کو اہمیت نہ دی گئی۔

جیسا کہ میں نے کہا کہ ہارون بن خمارویہ جس کے دور حکومت میں طحاوی اور ان کے قاضی کی برطرفی عمل میں آئی۔ اس شخص کی حکومت آٹھ سال کے قریب رہی۔ حکومت کے اس دور میں قاضی محمد بن عبدہ کے متوسلین کا زندہ سلامت رہ جانا ہی غنیمت تھا، چہ جائیکہ ان کو حکومت سے پھر کسی قسم کی نوکری کیا مل سکتی تھی اور شاید امام ابوجعفر طحاوی پر کوئی سخت زمانہ پھر واپس آ جاتا لیکن محمد بن عبدہ کی کتابت بلکہ نیابت کے زمانہ میں طحاوی نے بہت کچھ کما لیا تھا۔ ممکن ہے کہ اس عرصہ میں انھوں نے کچھ جائیداد بھی حاصل کر لی ہو۔ جیسا کہ اس زمانہ کا دستور تھا۔ نیز ایک بڑا احسان امام طحاوی پر قاضی محمد بن عبدہ نے اپنے قضاء ہی کے زمانہ میں یہ کر دیا تھا کہ امام طحاوی کی موروثی جائیداد جس پر ان کے چچا قابض تھے اور غالباً اسی وجہ سے ان کی مدت تک وہ حالت رہی، جس پر ایک گونہ طنز کرتے ہوئے قاضی ابن خلکان شافعی نے ان پر "صعلوکا"، کا فقرہ چست کیا تھا۔ بہر حال حافظ بن حجر وغیرہ کی روایت ہے کہ

اراد الطحاوی ان یقاسم عمه فی ربع کان بینهم فحکم القاضی بالقسم

☆عش حیاة البساطة وایاک والرفاهیة والاسراف والبذخ، فکلما ترفه الجسم تعقدت الروح.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امام طحاوی نے ارادہ کیا کہ اس زمین میں جوان کے درمیان میں تھی اپنے چچا کو شریک کرلیں تو قاضی نے تقسیم کا فیصلہ دے دیا۔ فیصلہ لکھ کر قاضی صاحب نے امام طحاوی کے حوالہ کیا اور کہا کہ

تستعین به علی ذالک (رفع الاصر وغیرہ ص ۱۷ ۱۵ از ملحقات)

اور خدا کی مہربانی تھی کہ قبل ان سیاسی اختلالات کے جو آنے والے تھے ان کو ایک جائیداد ہاتھ لگ گئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ محمد بن ابا (ہارون بن خمارویہ) کے نائب کے ہاتھ سے ان کو نجات ملی تو جو کچھ ایام ملازمت کا کمایا کچایا باقی رہ گیا وہ اور اسی جائیداد سے ان کی اوقات بسری ہوتی رہی اور جہاں تک میرے معلومات کا تعلق ہے کہ اس حادثہ کے بعد (اف لکم ولما تعبدون) فرماتے ہوئے، اس عجوزہ ہزار داماد (حکومت) سے انھوں نے پھر ملازمت کے تعلقات کبھی نہیں پیدا کئے۔ حالانکہ اس کے مواقع ان کو ملتے رہے۔

سب سے پہلا موقع تو یہی ملا کہ ہارون بن خمارویہ جب مارا گیا اور بغداد سے خلیفہ المکتفی باللہ کی طرف سے محمد بن سلیمان کاتب اس کی سرکوبی کے لئے جو بھیجا گیا تھا وہ مصر آ کر قابض ہوگیا تو اس نے پھر ہمارے امام طحاوی کے قاضی یعنی محمد بن عبدہ کو ولایت قضاء پر تقرر کیا۔ مگر اس وقت ان کے ساتھ امام طحاوی نظر نہیں آتے۔ اگر چہ تھوڑے دنوں کے بعد محمد بن سلیمان کاتب جب بغداد واپس ہونے لگا تو مصر کے بہت سے ارباب فضل وجاہ کو جہاں وہ اپنے ساتھ عراق واپس لے گیا، ان میں محمد بن عبدہ بھی تھے اور اسی لئے عراق ہی میں ان کی وفات ہوئی۔

البتہ محمد بن سلیمان الکاتب نے مصر سے روانہ ہوتے ہوئے جہاں یہ کیا کہ ابن طولون کی نسل کے ایک ایک آدمی طولونیوں کے عہد کے امراء اور فوجی سپاہ سالاروں کو چن چن کر اس نے مصر سے باہر کیا جیسا کہ الکندی نے لکھا ہے اور بڑے دردناک لہجہ میں لکھا ہے کہ

ثم اخرج ولد احمد بن طولون وکانوا عشرون انسانا.........واخرج منها قواد بنی طولون وهو الیهم وقتا بعد وقت فلم یبق بمصر منهم احد یذکر فخلت منهم الدیار وعفت منهم الاثار وتعطلت منهم المنازل وحل الذل بعد العزو التطرید والتشرید بعد اجتماع الشمل ونضرة الملک ومساعدة الایام (ص ۲۴۸)

☆ حافظ علی اذکار المناسبات، فانها حفظ لک وصیانۃ، وفیها من السداد والارشاد ما یصلح بہ یومک۔ ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ترجمہ: پھر اس نے احمد بن طولون کی اولاد کو نکال باہر کیا اور وہ بیس انسان تھے اور طولونیوں کے قائدین امراء اور ان کے موالی کو وقتاً فوقتاً نکال باہر کیا اور مصر میں ان سے ایک بھی باقی نہیں رہا جس کا ذکر کیا جا سکے۔ ملک ان سے خالی ہو گیا اور ان کے نشانات سب مٹ گئے اور ان کے گھر خالی ہو گئے اور عزت کے بعد ان پر ذلت اتر آئی۔ اور ان کو اپنی اجتماعی شوکت اور اقتدار کی شادابی اور زمانے کی مدد کے بعد شہر بدر کر دیئے جانے سے دوچار ہونا پڑا۔

مصر کی انقلابی تاریخ کا یہ نادرۂ روزگار واقعہ ہے احمد بن محمد الحبیشی نے اس سلسلہ میں جو قصیدہ لکھا تھا اس کا ایک شعر ہے:

فاصبحو لاترى الا مساكنهم　كانها من زمان غابر ذهبا

وہ ایسے ہو گئے کہ ان کے گھروں کے سوا کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی گویا وہ گزشتہ زمانہ کا قصہ پارینہ ہے

آج بھی صدیوں کے بعد طولونی آثار مصر میں بکثرت موجود ہیں، جامع ابن طولون تو تاریخی عبادت گاہ ہے۔

خیر محمد بن سلیمان نے اس سلسلہ میں چلتے ہوئے یہاں کا قاضی علی بن الحسین بن حرب کو مقرر کیا۔ عام طور پر لوگ ان کو قاضی حربویہ کہتے تھے، ان کا بھی شمار عجائب القضاۃ میں تھا۔ مصر کے مشہور محدث مورخ ابن یونس نے سچ لکھا ہے

كان شيئا عجيبا مارأينا قبله و لابعده مثله

یہ (زمانہ کی) ایک عجیب چیز تھے ہم نے ان کے جیسا نہ ان سے پہلے دیکھا اور نہ ان کے بعد دیکھا۔

علم وفضل میں جتنے غیر معمولی تھے اس سے زیادہ عادات واطوار میں غرابت تھی، مصر میں رہے، نیل کے پل پر سے گذرے، لیکن صرف پانی کی آواز سنی پانی نہیں دیکھا، کھاتے ہاتھ دھوتے وضو کرتے ان کو کسی نے نہیں دیکھا۔

حالانکہ شافعی المذہب تھے۔ امام شافعی کے بغدادی شاگرد ابوثور کی فقہ کے ابتداء میں پابند تھے اور اس کے مطابق فیصلہ کرتے تھے لیکن بعد کو خود اجتہاد کرنے لگے۔ یہی قاضی علی بن الحسین ہیں، جن سے اور امام طحاوی سے تقلید کے متعلق "لا يتقلد الا عصبى او غبى "، کا فقرہ مشہور ہوا اور اس سے معلوم ہوتا ہے

☆وزع الاعمال ولا تجمعها في وقت واحد، بل اجعلها في فترات وبينها اوقات للراحة، ليكون عطاؤك جيدا.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ امام طحاوی اور قاضی علی بن الحسین میں اچھے مراسم تھے۔ لیکن باوجود اس کے امام طحاوی نے ان کے زمانہ میں کوئی نوکری نہیں کی۔ ہاں ابن خلکان نے ایک واقعہ کا ذکر طحاوی کے ترجمہ میں کیا ہے لیکن وہ ملازمت نہیں بلکہ اور چیز ہے۔ ابن خلکان نے تو مختصر لکھا ہے۔ میرے نزدیک تفصیل اس کی یہ ہے کہ معاشی فراغبالی کا جب قاضی محمد بن عبدہ کے زمانہ میں خدا نے ان کے نظم کر دیا اور حکومتی کاروبار سے یہ الگ تھلگ ہو گئے تو بالکلیہ تصنیف وتالیف ودرس وتدریس میں مستغرق ہو گئے۔ اب تک مصر پر ان کی علمی حالت جیسی کہ چاہئے نہیں کھلی تھی اور حکومت کے تعلقات نے اس پر پردہ ڈال رکھا تھا۔ اب جب ان کو آزادی میسر آئی تو بہت جلد ملک کے ہر طبقہ میں ان کی علمی عظمت قائم ہو گئی۔ ظاہر ہے کہ ایسی شخصیتوں کا محسود ہو جانا ایک قدرتی بات ہے۔ اس وقت تو یہ آزاد تھے لیکن اسی زمانہ میں جب قاضی محمد بن عبدہ کے عہد میں حکومت کی ملازمت کا داغ علم وفضل کے دامن پر لگا ہوا تھا اور ان کی ہر خوبی ''سرکاری ملازم،، کے لفظ کے نیچے دبی ہوئی تھی، ایک حاسد قاضی محمد بن عبدہ کے اجلاس میں اپنے اس کمینہ جذبہ کو دبا نہ سکا۔ ذھبی نے لکھا ہے کہ طحاوی قاضی محمد بن عبدہ کے اجلاس میں بیٹھے تھے کہ ''رجل معتبر،، قاضی کے اجلاس میں آئے اور معلوم نہیں کس غرض سے یہ سوال کیا:

ایش روی ابوعبیدہ بن عبداللہ عن امہ عن ابیہ

ابوعبیدہ بن عبداللہ نے اپنی والدہ سے وہ اپنے والد سے کیا روایت کیا ہے۔

یہ فن حدیث کا ایک علمی سوال تھا۔ طحاوی یوں ہی قضائی سوالات کے جوابات قاضی کے طرف سے دیا کرتے تھے۔ یہ تو علمی سوال تھا، برجستہ امام طحاوی کہنے لگے

حدثنا بکار بن قطبیة انا احمد ناسفیان عن عبدالاعلی الثعلبی عن ابی عبیدة عن امه عن ابیه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله لیغار للمومن فلیغر وحدثنا به ابراهیم بن داؤد قال ناسفیان بن وکیع عن ابیه عن سفیان موقوفا

ترجمہ: ابوعبیدہ اپنی والدہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ مومن کے بارے میں کمال غیرت کا معاملہ فرماتا ہے پس مومن کو چاہئے کہ وہ غیرت مندر ہے۔

''رجل معتبر،، امام طحاوی کی اس حاضر جوابی پر دنگ ہو گیا اور گھبرا کر کہا

☆ انظر الی من ھو دونک فی الجسم والصورة والمال والبیت والوظیفة والذریة، لتعلم انک فوق الوف الناس. ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تدری ماتقول تدری ماتتکلم به

تم کچھ سمجھتے بھی ہو کیا بول رہے ہیں یہ کیا کہہ رہے ہو

امام طحاوی کو اس سوال پر ذرا غصہ آ گیا اور فرمانے لگے ما الخبر (آخر کیا کہنا چاہتے ہو)''رجل معتبر،، سے دبایا نہ جا سکا اور اپنے جذبہ کا اظہار ان لفظوں میں کرنے لگا:

رایتک العشیة دمع الفقهاء فی میدانهم وانت الان فی میدان اهل الحدیث وقلما یجمع ذالک

میں نے تم کو شام میں فقہاء کے ساتھ ان کے میدان میں دیکھا تھا اور اب محدثین کے میدان میں دیکھ رہا ہوں اور بہت کم یہ دونوں کسی میں جمع ہوتی ہیں۔

مطلب یہ تھا کہ میاں تم تو ''فقہ،، کے میدان کے آدمی ہو، یہ دھڑ ادھڑ حدثنا اور اخبرنا جو تم نے شروع کر دیا، سمجھ کے بھی کہہ رہے ہو، یا بے پر کی اڑا رہے ہو، عموماً فقہ وحدیث دونوں علوم کے کمالات ایک آدمی میں جمع نہیں ہوتے۔............................(جاری ہے)

حواشی

۱۔(کہتے ہیں کہ ابن طولون جب مرض الموت میں مبتلا ہوا، تو قاضی سے معافی کے لئے آدمی بھیجا، انھوں نے کہلا بھیجا، میں پیر رفتہ از کار اور تو بیمار خستہ ونزار اور ہم دونوں کی ملاقات کا دن قریب ہے، ہمارے اور تمہارے درمیان صرف حق تعالی پردہ ڈالے ہوئے ہیں۔ جب ابن طولون مرگیا، قاضی کو خبر دی گئی، بولے ''مسکین مرگیا،،۔۱۲

۲۔(نیابت کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ قاضی بکار کا تقرر خود بارگاہ خلافت سے ہوا تھا، اور ابن طولون جو مصر کا گورنر تھا، اس کو موقوف کرنے کا اختیار نہ تھا۔

۳۔(رفع الاصر کے حوالہ سے ملحقات الکندی میں یہ عبارت درج ہے۔''واستتر ابو عبیداللہ (محمد بن عبده)عشر سنین رضی عنه الامیر وغیره بذالک فلم یطالبوه ولا سالو عنه،،)

☆ تیقن ان کل من تعاملهم من اخ وابن وزوجة، قریب وصدیق، لایخلو من عیب، فوطن نفسک علی تقبل الجمیع ☆

© rasailojaraid.com